

قسط (۲۵)

## ہندو تہذیب اور مسلمان

از جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاد تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

نٹا | ہندوؤں کے بڑے چار فرقوں کے علاوہ البرہمنی نے دوسرے آٹھ پیشہ وروں کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک نٹوں کا فرقہ تھا۔ ان کے فن کا ذکر کرتے ہوئے البرہمنی نے لکھا ہے "کبھی کبھی تماشے میں کھڑی ہونی لگتی اور تھی ڈوریوں پر پھرتی دکھانے سے بھی ان لوگوں کی طرف جادو منسوب کر دیا جاتا ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے سب قومیں برابر ہیں" لفظ نٹا سنسکرت ہے جس کے لغوی معنی ڈراما کے فن میں مشتاق کے ہیں منو کی رائے کے مطابق یہ لوگ اصلیت میں پھرتی فرتے کی ایک شاخ تھے۔ اپنے پیشے کی رو سے یہ لوگ گاجا اور تنبور کھیل تماشے دکھا کر اپنی روزی کاتے تھے۔ رسیوں پر طرح طرح کی دستیں کرتے اور رسوں پر کئی طرح سے چلتے تھے۔ ابوالفضل کا بیان ہے کہ یہ لوگ رسی پر کھیل کرتے تھے اور عیب عیب کام کرتے تھے۔ مجیرہ اور ڈھولک اس کے ساتھ جتنا تھا۔ ان کی عورتیں ٹٹنی کہلاتی تھیں اور جب ان کے مرد اپنا فن دکھاتے تھے تو عورتیں گانا گاتیں اور ڈھولک بجاتی تھیں۔

مختصر یہ ہے کہ دراصل یہ ہندوؤں کا ایک فرقہ تھا اور ہندو مذہب تھے۔ لیکن عہد مغلیہ میں بقول مرزا قنیل "اب ان میں سے کچھ لوگ مسلمان بھی ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ ہندوستان کے قدیم باشندے ہیں۔ اب دوسری جگہوں پر بھی یہی نن ان لوگوں سے سیکھ کر کچھ لوگ دارباز کے نام سے موسوم ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ اپنے آبائی فن میں حیرت انگیز دستگاہ رکھتے تھے۔ مرزا قنیل

لے کتاب لہند (۱-ت) ۱/ص ۱۲۸ لے الفیاض (۱/ص ۲۵۹ لے آئین اکبری (۱-ت) ۲/۲۲۶ لے مفت تماشہ ص ۱۸۹

نے ان کا ایک واقعہ ان سطور میں بیان کیا ہے۔ "ایک دن فرنگی دوستوں میں سے ایک شخص پالکی میں بیٹھا ہوا جا رہا تھا کہ ایک دارباز دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے ظاہر ہوا اور زمین سے بلند ہو کر پالکی کے اندر سے ادھر سے ادھر اس طرح سے نکل گیا کہ اس کا بدن پالکی سے چھوٹا۔ نہیں گیا اور دوسرے ساتھی کی گردن پر جا بیٹھا وہ آگے لکھتا ہے کہ اگر پالکی ٹھہری ہوئی ہو تو چند منجھرتی عجیب کی بات نہ تھی۔ ہر چند اس صورت میں بھی سوائے دارباز کے اور کوئی شخص ادھر سے ادھر نہیں پھلانگ سکتا تھا اور کپڑوں کے بھاگنے کی حالت میں تو ایسا شبہہ صوفیوں کے خوارقِ عادات سے کم نہیں تھا یا جادوگر ایسا کر سکتے تھے۔"

دربارِ مغلیہ سے بھی نٹوں کا ایک گروہ مندرجہ ہوتا تھا۔ ان کے علاوہ دوسرے علاقوں سے بھی نٹ آ کر دربار میں اپنے کرتب پیش کرتے تھے۔ بنگال کے نٹ اس فن میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔

اٹھارہویں صدی میں مسلمان نٹوں کا فرقہ موجود تھا اور فن میں اچھی خاصی مہارت رکھتے تھے۔ اس فن میں دلچسپی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ مسلمان عورتیں بھی اس فن کی تعلیم حاصل کرنے لگی تھیں۔ اور اپنے شہسودوں سے لوگوں کو محفوظ کرتی تھیں۔ شہنا بانی کانٹوں کے ایک گروہ سے تعلق تھا وہ اپنے فن میں کامل تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک موقع پر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شاہِ صادق اور شاہِ بے ریا کی خانقاہ میں گئی جو مارہرہ کے قریب واقع تھی اس نے اپنے منہ میں ایسی انگریزی اور ایک ایسا راگ بجایا کہ اس کو سن کر شاہِ صادق پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور بہت دیر کے بعد انھیں ہوش آیا۔

بھرولی یا بھروپیہ لفظ بہرہ پیر ہندی کا ہے اور دو لفظوں کا مرکب ہے۔ بہرہ۔ بہت روپ۔

شکلیں۔ وہ شخص جو بہت سے روپ اختیار کرتا تھا یا نقلیں کرتا تھا، بہرہ دہیہ کہلاتا تھا۔ ہندوؤں کا ایک فرقہ تھا اس فرقے کے لوگ روزانہ بہرہ روپ بھرتے تھے۔ ایک نوجوان آڈن ایک بوڑھے کا بہرہ روپ بھرتا اور بقول ابوالفضل بڑے بڑے دور رس دانش ورروں کو بہرہ روپ ... میں ہونے کے دے جاتے ہیں، لہٰذا مرزا قنبل نے اس فرقے کا تفصیلی ذکر کیا ہے، اور ان کے بہرہ روپوں کے کئی واقعات بیان کئے ہیں۔ یہاں صرف ایک واقعہ کو جملہ درج کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ حسب خواہش ہر روپ میں ظاہر ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جانوروں سے کسی بھی جانور کی صورت اختیار کر لیتے تھے؛ اور تماشہ بینوں میں سے کوئی بھی شخص اس کی تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ اس طرح چاہے جس شخص کے لباس میں ظاہر ہو جاتے تھے۔ چاہے وہ مرد ہو، چاہے وہ عورت ہو، چاہے وہ بوڑھا، چاہے جوان، چاہے خوب صورت اور چاہے بد صورت، اکثر ایسا بھی دکھایا گیا تھا کہ اس فرقے کا کوئی شخص کسی کا روپ اختیار کر کے آجاتا تھا اور رات بھر اس کی ہوی کے ساتھ ہم بستری کرتا رہتا تھا۔

محدث شاہ بادشاہ کے عہد میں ایک حکیم تھا۔ اسے حکیم الملک کا خطاب ملا ہوا تھا۔ اس کے زمانے میں عنایت نامی ایک مشہور بہرہ دہیہ تھا۔ ایک دن اس نے حکیم الملک کا علیہ اختیار کیا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا؛ اور اپنے چہرے پر رنج و ملال کے آثار پیدا کر لیے۔ بادشاہ نے اس رنج و ملال کا سبب دریافت کیا۔ اس بہرہ دہیہ نے عرض کیا کہ میں پچاس سال سے آپ کی اور آپ کے بزرگوں کی خدمت کرتا چلا آ رہا ہوں اور اس زمانے میں بڑی عورت سے زندگی بسر کرتا رہا ہوں۔ لیکن اب ایسی صورت پیدا ہو گئی ہے کہ عنایت بہرہ دہیہ میرا علیہ اختیار کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ حضور کے کرم اور عنایت سے امید کرتا ہوں کہ عنایت امیر علیہم السلام کی زیارت کے لیے رخصت کر دیں تاکہ آخری

عربی باعت میں نیلے رخصت ہو جاؤں یہ سن کر بادشاہ کو بڑا اٹھیش آیا۔ اس نے حکیم الملک کو تسلی بخشی وہ نے اس کا غصہ ٹھنڈا کیا اور اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ جب عنایت بہر وہیہ حکیم الملک کی صورت میں دربار میں حاضر ہونے کی کوشش کرے تو بلا تامل اس کی خوب مرمت کریں اور محل سے باہر نکال دیں بہر حال حاجیوں اور دیگر خادموں کو شاہی حکم ملنے کے بعد حکیم الملک خود امیروں کے دستور کے مطابق جب دربار میں حاضر ہوا تو یاریوں نے چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور زرد کو ب کرتے ہوئے دربار سے باہر نکال دیا۔ ان کے خیال میں یہ حکیم الملک بہر وہیہ تھا۔ بیچارہ حکیم الملک اس زلت کے ساتھ اپنے گھر واپس آیا اور اس نے بادشاہ کی خدمت میں ایک عرضی بھیج کر کہ بلائے معلیٰ اور نجف اشرف جانے کی اجازت مانگی۔ اس عرضی کو پڑھ کر بادشاہ حیرت میں پڑ گیا۔ اور جانچ اور تفتیش کرنے پر جب یہ معلوم ہوا کہ یہ حکیم الملک جو بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا وہ خود عنایت تھا اور دوسرا حکیم الملک جسے عنایت سمجھا کر مار بھگا یا تھا، وہ اصلی حکیم الملک تھا تو بادشاہ اس بات سے بہت شرمندہ ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ حکیم الملک کو مناسب انعامات سے سرفراز کیا اور عنایت کو بھی جاگیر عطا کی گئی۔

بہادر شاہ ظفر کے ایک شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ نٹ اپنے پیروں میں شمشیریں باندھ کر بانسوں پر چڑھتے تھے

اشک یوں تار مرزہ پر ہی رواں بی نحت دل

جوں چڑھے نٹ باندھ کر شمشیر دونوں پانوں میں

بازی گری | قدیم زمانے سے ہندوستان میں بازی گری کا فن مروج رہا ہے۔ اس ملک میں

یہ سہفت تماشا ص ۱۹۲-۱۹۵۔ اس قسم کے دوسرے واقعات کیلئے ملاحظہ ہو۔ الضیاء

ص ۱۹۵-۱۹۶ لے دیوان ظفر ا/ص ۱۸۱

مختلف قسم کے بازی گرو، جادوگر، شعبدہ باز، نٹ اور بھان متی، ناچنے والے عورت و مرد، قلاباز پائے جاتے تھے۔ سلاطین دہلی کے عہد میں مدار یوں کے دستوں کا ذکر ملتا ہے۔<sup>۱</sup> بابر بادشاہ نے ہندوستان کے مدار یوں کی بڑی تعریف کی ہے۔ کیوں کہ اس ملک کے مدار یوں نے کچھ ایسے کرتب دکھائے تھے جو اس کے ملک کے مدار یوں میں مفنود تھے۔<sup>۲</sup> ہوا میں گنبد پھینک کر تلوار نکل کر اور اپنے ہتھنوں میں چاقو گھسیٹ کر وہ لوگ اپنے کرتب دکھاتے تھے کچھ قلابازوں کا بھی ذکر ملتا ہے جو رسی پر اپنے کرتب دکھاتے تھے۔<sup>۳</sup> مدار یوں کے کرتبوں کے مظاہرے کے ساتھ ساتھ قص و سرود بھی ہم آہنگ ہوتا تھا۔

بازی گروں کے گردہ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تھے اور شہروں اور دیہاتوں کے باشندوں کے لیے تفریح و طبع کا سامان بہم پہنچاتے تھے۔ اگرے کی گلیوں اور کھلے میدانوں میں بازی گراپنا جمع کرتے تھے۔ ڈاکٹر فیڑی پر نے اپنی سیاحت کے دوران میں جگہ جگہ بازی گروں کی ٹولیاں دیکھیں جن کے ہمراہ جوگیوں کا ایک گردہ بھی ہوتا تھا۔<sup>۴</sup> بقول ڈاکٹر برنیر اس طرح کے تمام بازی گرو اور شعبدہ باز دہلی کے شاہی محل سرے کے قریب بڑی تعداد میں جمع ہوئے تھے اور اپنے کرتب دکھاتے تھے۔<sup>۵</sup>

۱۔ اعجاز خردی ج ۲/ ص ۱۳۱، ج ۴/ ص ۲۵۱، ۲۵۸، ۲۵۹، دول رانی و حضرت خان ص ۳۹۔ ۴۰۔  
 ۲۔ نذیر اللہ خاں ص ۱۲۹، سیر الادلایا، ۳۵۶۔ ۳۵۷، بابر نامہ (انگریزی ترجمہ کنگ) ج ۱/ ص ۳۶۰۔ ۳۶۱۔  
 ۳۔ اعجاز خردی ج ۲/ ص ۱۳۱، ج ۴/ ص ۲۵۱، ۲۵۸۔ ۲۵۹، دول رانی و حضرت خان ص ۳۹۔ ۴۰۔

۴۔ J. B. R. S. (1962) 11, P. 22

۵۔ Pelsaerts' India. P. 72

۶۔ آئین الہندی (۱۱) ج ۱/ ص ۱۴۱/ ص ۲۹۸

۷۔ Travels in India in the 17th Century. P. 43

۸۔ Bernier's Travels in India: (۱۷) 11, P. 256

نیز گلدستہ منشی عبدالرحمان - ص ۲ ب

مقیولونٹ، ہیرسی تھے اور جون مارشل تھے نے ان بازی گروں کی کچھ غیر معمولی بازیوں کا ذکر کیا ہے۔

ان میں سے کچھ ایسے بھی فن کار تھے جو سدھائے جانوروں کی مدد سے بازی گری کے کرشمے دکھاتے تھے۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے کے بعد اس فریق کے لوگوں کے لیے "بازی گر" اور فن اور کلا کے لیے "بازی گری" جیسے فارسی لفظوں کا استعمال شروع ہوا۔

بازی گروں کے اس فریق کی نکاس کی تاریخ تاریخی کے پردے میں پوشیدہ ہے مختلف علاقے کے بازی گر اپنے ارتقا کی رسمی روایات بیان کرتے تھے۔ امرتسر کے بازی گروں کا بیان تھا کہ وہ لوگ ریاضی میواڑ کے برہمن تھے اور ان کا کام جتا کے لیے لکڑیاں فراہم کرنا تھا۔

اس فریق کے لوگ کس زمانے میں مشرقِ اسلام ہوئے اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا۔ مگر تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ شمالی ہندوستان میں مسلمان بازی گر بھی پائے جاتے تھے۔ ۱۸۰۳ء میں کلکتہ کے بازی گروں کے فریق کے ایک سردار نے یہ روایت بیان کی کہ کوئی دو سال قبل غازی پور اور الہ آباد کے علاقہ میں چار بھائی رہتے تھے، ان کے نام بالترتیب سا، سمولا، گھونڈا اور طاقتھے۔ جب ان لوگوں نے اپنے ساتھیوں کی جن کی تعداد کافی تھی ان علاقوں میں گزر اوقات ہونا مشکل دیکھی تو انھوں نے اس علاقے کو خیر باد کہنے کا مصمم ارادہ کر کے کوچ کر لیا۔

ساتھ مشرق کا سمولا نے مغرب کا گھونڈا نے شمال کا اور طاقتھے نے جنوب کا رخ کیا۔ اس طرح سا نکال پہنچا اور بنگالی میں سکونت اختیار کر لی۔ بہت عرصت تک بڑے اطمینان سے وہ اپنے قبیلے کی سرداری کرتا رہا۔ آخر میں باراسوت کے قریب انور پور میں اس نے وفات پائی اور مالعباس کے

Theremat : PT. III. Chap. XLV. PP 77-78 لہ

Early Travels: PP 123-313 Terry's Travels. P 190 لہ

John Marshall in India. P. 354 لہ

Peter mundy. II. P. 254; Ovington. 258-59 نیز ملاحظہ ہو۔

بلائی، ج ۲/ص ۳۶۷-۶۸ (ترجمہ انگریزی) ج ۲-ص ۷۹-۷۸

قبیلے کے افراد نے اس کی پرستش شروع کر دی۔ اس کے تین بیٹے تھے اور ان میں سے ہر ایک نے یکے بعد دیگرے جلیب: سرداری کی۔ پہلے کالکھن دوسرے کامون اور تیسرے کاغازی خاں نام تھا۔ آخر الذکر جب خاں من بھنگی کا والد تھا۔ جو ۱۸۰۰ء میں کلکتہ میں بازی گروں کا سرور تھا۔ اپنی قدیم روایت کے مطابق شمالی ہند کے مسلمان بازی گر مختلف فرقوں میں منقسم تھے۔ بنگال کے مسلمان بازی گر سات ضمنی شاخوں میں بٹے ہوئے تھے۔ مثلاً چاری، پرتی، کاکور، دواری، گنگوآر اور اجمتی بنبا۔ مگر ان میں صرف نام ہی کا فرق تھا، کیونکہ وہ لوگ ساتھ ساتھ رہتے اور ایک ہی قبیلے کے افراد کی حیثیت سے آپس میں شادی بیاہ کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ لوگ ایک ہی خاندان کے چار بھائیوں کی اولاد تھے۔

وہ اپنے آپ کو مسلمان صرف اس وجہ سے کہتے تھے کہ ان کے ہاں ختنہ کی رسم ادا ہوتی تھی ان کی شادی اور موت کی رسمیں قاضی اور ملا ادا کرتے تھے۔ بس اسلام سے ان کا اتنا ہی تعلق تھا۔ اور اس کے آگے اسلام سے ان کا کوئی سروکار نہ تھا۔ ان کی بقیہ رسمیں وہی تھیں جو ہمان ہونے سے قبل ان کے ہاں مروج تھیں۔ وہ توحید کے قائل تھے اور اپنی تمام مصیبتوں سے نجات کیلئے اس سے ملتجی ہوتے تھے مگر اپنے پیشے میں کامیابی کے لیے تان سین (اکبری عہد کا ایک مشہور گویا) سے انتہا کرتے تھے کیوں کہ تان سین کو وہ لوگ اپنا مہربانی، شفیق، خدا یاد دیتا سمجھتے تھے نہ

ابوالفضل کا بیان ہے کہ وہ لوگ اپنی تیز رفتاری سے عجیب عجیب کام دکھاتے تھے اور منتر کے اثر سے تماشاخی کی نظر باندھ دیتے تھے چنانچہ نظر آتا ہے کہ کھیل کرنے والے کے بند بندہ جاسی اسکے ہر چہرہ وہ اصلی حالت میں لگتا ہے اور کبھی ایک بڑا پتھر اسکے کا ندھے پر رکھا ہوا نظر آتا ہے۔

۱۔ راقم الحروف کا مضمون بعنوان ہندوستان کے بازی گر (۱۹۶۹ء ص ۲۳-۲۶) مئی ۱۹۷۰ء

ص ۲۶-۲۷ - ملاحظہ ہو ۱۹، 584 : Habermas, 1969 : 238 - observation etc.

۲۔ آئین اکبری (۱) - ت ۲۱ ص ۲۲۶

جہانگیر بادشاہ کو بازی گروں کے تماشے دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ دور دور سے بازی گرو  
در بازیوں میں حاضر ہوتے اور اپنے کرشمے دکھاتے تھے۔ سبحان رائے مہندھاری اور دیگر مورخین نے  
جہانگیر کے دربار کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ جنگل کا ایک بازی گرا ایک بندر لے کر دربار میں  
حاضر ہوا۔ اس بندر نے بادشاہ کے سامنے حیرت انگیز داؤ بیچ دکھائے۔ بعد ازاں بادشاہ نے  
اپنی انگوٹھی آزماری اور ایک لڑکے کو دیدی تاکہ وہ اسے چھپالے۔ اس بندر نے فوراً اس لڑکے کو  
پکڑ لیا جس کے پاس انگوٹھی تھی۔ ۳۵

جادوگر نیاں جو بھان متی کہلاتی تھیں، سحر دانوں کے کرشمے دکھاتی تھیں۔ انند رام مخلص نے  
بیان کیا ہے کہ بن گروہ سے واپسی کے موقع پر ایک مقام پر اس نے بھان متی کی سحر کاریاں دکھیں۔  
وہ لکھتا ہے۔

”در واقعہ حرکات میں فرقہ خالی از غرابت نیست۔ در حجاب چادری اول تخم انبر نشا نیدند  
بعلا ان نہال سبز شدہ من بعد گل کردہ بار آورد و اس نہال در نہایت سرسبزی و عنالی نمود  
مخلص نے اس ضمن میں ایک غزل بھی کہی تھی۔ ۳۵

باقی

۳۵ خلاصۃ التواریخ ص ۴۵۸۔ ۴۶۲، اڈیلا و بلاراگریزی ص ۶۰

۳۶ سفر نامہ انند رام مخلص ص ۲۲

۳۷ ایضاً ص ۲۳۔ کلیات نظیر اکبر آبادی غم سے ہم بھان متی بن گے جہاں بیٹھے تھے ص ۳۸